

موقت شادی: صیحین اور فریقین کی نظر میں

TEMPORARY MARRIAGE IN THE VIEW OF THE SAHIHAYN (SAHIH BUKHARI & MUSLIM) & FARIQAYN (SHIA AND SUNNI)

Dr. Muhammad Riaz
Dostdar Hussain

ABSTRACT

Temporary marriage or *muta'h* refers to taking a woman in marriage for a specific time period. This kind of marriage takes place only among the Shia Muslim. Other non-Shia Muslims not only express their disdain for it, sometimes they also criticize *Shia* Muslims for observing *muta'h*. In the *Hanbalite* School of *Sunni* Jurisprudence, there is a type of marriage, called *Nikah al-Misyār* (lit. traveller's marriage or marriage of convenience), which is identical to *muta'h*. In this article, some aspects of *muta'h* has been discussed in the light of *Shia* Jurisprudence, and especially in the view of the *Sahihayn*. The authors claim that the temporary marriage involves all the conditions of a permanent marriage and it is completely legal from the viewpoint of Islamic laws.

Key words: Marriage, Temporary Marriage, *Sahihayn*, *Misyar*.

خلاصہ

موقت شادی یا متعہ کا مطلب ایک معین مدت کے لئے کسی خاتون سے نکاح کرنا ہے۔ مسلم ڈنیا میں صرف شیعہ موقت شادی کے قائل ہیں۔ مسلمانوں کے دیگر ممالک اسے پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ البتہ فقه حنفی کے پیر و کاروں کے ہاں نکاح مسیار کے نام سے ایک نکاح متعارف کرایا گیا ہے جس کی بیت متعہ جیسی ہی ہے۔ زیر بحث مقالہ میں موقت یا انقطائی نکاح کی بعض جزئیات کو شیعہ فقہ اور بالخصوص صیحین (صحیح بخاری و مسلم) کے تناظر میں واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس مقالہ میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ موquette نکاح میں بھی دائمی نکاح کی تمام شرائط لاگو ہوتی ہیں اور یہ اسلامی شریعت و قانون کے لحاظ سے ممکن شرعی معاملہ ہے۔

کلیدی کلمات: شادی، متعہ، موquette، صیحین، میسار۔

تعارف

متعہ یا موقت نکاح، دائیگی شادی اور نکاح کی طرح میاں بیوی کے درمیان ایک سماجی معاہدہ ہے جس میں فریقین باہمی رضامندی سے کچھ مدد کئے ازدواجی زندگی گزارنے کا عہد کرتے ہیں۔ اس نکاح میں بھی نکاح دائیگی کی تمام شرائط لاگو ہوتی ہیں۔ بطور کلی، اہل سنت کے ہاں نکاح انقطاعی کو جائز نہیں سمجھا گیا۔ البتہ چند ایک محققین یوقت ضرورت اس عمل کی انجام دہی کو جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن اہل تثنیع اس بات کے قائل ہیں کہ اباحت کے بعد اس کی حرمت کے سلسلے میں کوئی صریح نص موجود نہیں۔ بطور خاص شیعہ علماء قرآن مجید کی اس آیت فہما اسْتَبَّتْعَثُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَأَتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ (4:24) کو پیش کرتے ہیں۔ اہلسنت علماء کے نزدیک فہما اسْتَبَّتْعَثُمْ کے معنی نکاح دائیگی کے نتیجے میں قائم تعلقات کی طرف اشارہ ہے، جس کا معنی حقوق زوجیت کی ادا یگی ہے۔¹ بہر صورت، یہ موضوع مورد بحث ہے کہ آیا پیغمبر اسلام ﷺ نے اس کی اباحت کو برقرار رکھا یا حرمت کا حکم نافذ کر دیا؟ علمائے امامیہ کے نزدیک متعہ کی حرمت نص صریح سے ثابت نہیں جبکہ علمائے تشنن کے نزدیک نص صریح کی رو سے متعہ کی حرمت ثابت ہے۔ اس مقالہ کی تالیف میں ہمارا مقصد فقیہی مسائل میں سے ایک تحقیق طلب مسئلہ کی نشاندہی ہے۔ الہذا ہم نے تحقیق کے اصولوں کو مدد نظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ کے چند تحقیق طلب گوشے سامنے لانے کی کوشش کی ہے تاکہ علمائے اسلام اس مسئلہ پر مزید تحقیق کر سکیں۔

عہد رسالت

عہد رسالت میں متعہ کا جواز ایک مسلمہ امر ہے۔ فریقین اس بات پر متفق ہیں کہ اولیٰ اسلام میں متعہ جائز تھا۔ پیغمبر رحمت حضرت محمد ﷺ نے کسی غزوہ (غالاً بجانک) خیر، حضرت ربع بن سبہ الجمنی سے فتح کہ کی روایت آئی ہے) میں اس کی اباحت کی اجازت دی تھی۔ تاہم اہل تشنن کے مطابق رفع ضرورت کے بعد اس کی اباحت ختم ہو گئی اور حرمت کا حکم لاگو ہو گیا۔ اولیٰ اسلام میں موقت نکاح کی اباحت پر فریقین نے ممتد احادیث نقل کی ہیں۔ صحاج سترہ اور کتب اربعہ میں اس نوع کی بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جیسا کہ شعبی نے عمران بن حصین سے روایت نقل کی ہے: عن عمران بن الحصين قال: نزلت هذه الآية في كتاب الله، لم تنزل آية بعدها تنسخها، فأمرنا بها رسول الله وتبتعدنا مع رسول الله ولم ينهنا عنه² یعنی: "عمران بن حصین کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں متعہ کی آیت نازل ہوئی اور اس کے بعد اس کو منسوخ کرنے والی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ الہذا پیغمبر ﷺ نے ہمیں متعہ کرنے کا حکم دیا اور ہم نے متعہ انجام دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔"

ابن عباس دیگر اور چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ضرورت کے وقت موقت نکاح کی اباحت مردی ہے۔ اسی طرح امام حنبل سے بھی ایک روایت منسوب ہے۔³

صحیحین اور موقت نکاح

علمائے اہلسنت کے نزدیک صحیحین (بخاری و مسلم) کو بالترتیب قرآن مجید کے بعد اصحاب البت کا درجہ حاصل ہے۔ ان دونوں کتابوں میں درج تمام احادیث ہر اعتبار سے درست ہیں اور ان کا سلسلہ برہ راست پیغمبر اسلام ﷺ کی پہنچتا ہے۔ کلی طور پر دونوں کتب، احادیث کا منبع اور پیغمبر اسلام ﷺ کی تمام تعلیمات کا خلاصہ ہیں۔⁴ حافظ ابن صلاح، حافظ ابن حجر، علامہ ابن تیمیہ، علامہ سرخی وغیرہ کے نزدیک صحیحین کی تمام حدیثیں جدت کے لئے قطعی ہیں۔ اب اگر یہ طے ہے کہ دونوں کتب حديث میں موجود احادیث قطعیت کا درجہ رکھتی ہیں تو ضروری معلوم ہوتا ہے کہ صحیحین میں وارد اُن احادیث کا احاطہ و تجزیہ کیا جائے جن کا تعلق متعہ (نکاح انقطعی) سے ہے۔

عمومی طور پر صحیح بخاری میں متعہ سے متعلق آٹھ حدیثیں بیان ہوئیں ہیں جبکہ صحیح مسلم میں ۲۶ حدیثیں درج کی گئیں ہیں۔ صحاح ستہ میں امام مسلم واحد محدث ہیں جس نے سب سے زیادہ حدیثیں درج کی ہیں۔ ان کی صحیح میں درج چار احادیث ایسی ہیں جو کلی طور پر متعہ کی اباحت پر دلالت کرتی ہیں۔ یعنی یہ احادیث پیغمبر اسلام ﷺ کے اس دنیا سے پرداہ فرمانے کے بعد لوگوں کے سامنے بیان کی گئیں اور ان چاروں احادیث کا ہبہ بظاہر متعہ کی اباحت پر دلالت کرتا ہے۔ چھ حدیثیں حضرت جابر بن عبد اللہ الانصاری سے مردی ہیں اور ان سے بیان کردہ تمام احادیث متعہ نکاح کی اباحت پر دلالت کرتی ہیں۔ کسی ایک حدیث میں بھی آخر حضرت ﷺ کی حیات میں محترمت کا تذکرہ نہیں ہے۔ ان احادیث کا متن دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک حصے میں صرف اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے نکاح انقطعی کی اجازت مرحمت فرمائی؛ جبکہ اس میں محترمت کا ذکر نہیں ہے۔ دوسرا حصہ ان احادیث سے تعلق رکھتا ہے جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ اور خلیفہ اول حضرت ابو بکر اور خلیفہ ثانی حضرت عمر کے دور تک متعہ جائز تھا۔ بعد ازاں حضرت عمر نے اسے حرام قرار دیا۔ تاہم یہاں بھی پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف سے حرمت ثابت نہیں ہے۔

بقول حضرت جابر بن عبد اللہ الانصاری: "ہم نے پیغمبر اسلام ﷺ اور حضرات ابو بکر و عمر کے زمانہ میں متعہ کیا تھا۔"⁵ ہم ایک مٹھی بھر کھجور یا ایک مٹھی آٹے کے عوض مقررہ دونوں کے لئے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر کے زمانہ میں متعہ کر لیتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عمر نے عمرو بن حریث کے واقعہ کی وجہ سے متعہ سے منع فرمادیا۔⁶ ابن عباس اور ابن زبیر کے درمیان دونوں متعہ (متعہ حج و متعہ نکاح) میں اختلاف ہو گیا۔ سو جناب جابر نے کہا کہ ہم ان دونوں متعہ (حج و نکاح) کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کرتے تھے پھر حضرت

عمر نے ہمیں ان سے منع کر دیا تو اس کے بعد ہم نے انہیں نہیں لوٹایا یعنی نہیں کیا۔⁷ یہ تینوں احادیث کلی طور پر پیغمبر اسلام ﷺ کے زمانے سے لے کر حضرت عمر کی خلافت کے اوائل تک متعہ نکاح کی اباحت پر دلالت کرتی ہیں۔ ہزار تاویلات کرنے کے باوجود ان تین احادیث کے معنی بدلتے نہیں جاسکتے۔ ظاہر ظاہر ان احادیث میں متعہ کا معنی وہی ہے جو آج کے زمانے میں شیعہ لیتے ہیں۔ دیگر تین احادیث کا تعلق بھی اباحت سے ہے۔ یعنی پیغمبر اسلام ﷺ نے غزوات میں صحابہ کرام کو متعہ کی اجازت دی تھی۔ البتہ حضرت جابر سے یہ مردی نہیں ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے متعہ سے منع بھی فرمایا تھا۔ حضرت جابر سے مردی ان چھ احادیث کا تجزیہ ہم ان نکت میں کرتے ہیں:

1. متعہ کی اباحت غزوات میں ہوئی کیونکہ جنگوں میں صحابہ کرام کے ہمراہ ان کی زوجات موجود نہیں ہوتی تھیں۔
2. متعہ کی اباحت کا تعلق صرف ضرورت سے تھا اور اس کی مدت چند دن کے لئے ہوتی تھی۔
3. متعہ پیغمبر اسلام ﷺ، حضرت ابو بکر و عمر کے دور میں راجح تھا۔
4. متعہ کی حرمت پیغمبر اسلام ﷺ سے ثابت نہیں ہے، بلکہ حضرت عمر نے اس سے منع کیا تھا۔

5. خلیفہ ثانی حضرت عمر کی طرف سے عمرو بن حیریث کے واقعہ کے بعد نکاح اتفاقی کی ممانعت کی گئی۔ حضرت جابر نے یہ چھ احادیث پیغمبر اسلام ﷺ کی رحلت کے بعد بیان فرمائیں ہیں۔ خاص طور پر حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن زبیر کے درمیان متعہ کے بارے میں تنازع کے بعد جابر بن عبد اللہ کا یہ فرمانا کہ ہم حضور اکرم ﷺ، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے دور میں متعہ کرتے تھے، اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس واقعہ کا تعلق حضرت محمد ﷺ کی زندگی سے نہیں ہے اور اگر خود آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اس طرح کا کوئی تنازع ہوتا تو ضرور حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن زبیر پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف رجوع کرتے۔ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک (ابن عباس) متعہ کی اباحت کے قائل تھے، جبکہ دوسرے (ابن زبیر) حرمت کے قائل تھے۔ جابر نے یہ کہہ کر کہ: "ہم پیغمبر اسلام ﷺ، حضرت ابو بکر و عمر کے دور میں متعہ کرتے تھے"، ابن عباس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ سے مردی ان چھ احادیث کی روشنی میں متعہ کی اباحت کو مُھٹلانا علمائے اہلسنت کے لئے ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

اب آئیے صحیح مسلم کی دوسری احادیث کی طرف، ایک حدیث جس کے راوی حضرت ایاس بن سلمہ ہیں، میں بیان ہوا ہے کہ غزوہ اطاس (جس سال مکہ فتح ہوا) کے دوران آنحضرت ﷺ نے تین دن کے لئے متعہ کی اجازت دی تھی بعد ازاں آپ ﷺ نے منع فرمایا۔⁸ جبکہ حضرت ربع بن سبہ الجمنی سے مردی احادیث کی تعداد ۱۳ ہے۔ موصوف سے بیان کردہ تمام احادیث متعہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔ حضرت ربع نے خود بھی اپنے

والد سے روایت بیان کی ہے۔ صرف ایک حدیث آنحضرت سے موسوم ہے۔ جبکہ ایک اور حدیث کو انہوں نے اور حضرت عروہ بن زبیر نے مشترک بیان کیا ہے۔ دیگر احادیث کے راوی اور شاہد حضرت ربع کے والد ہیں۔ سلسلہ روایت کے ردوداں کے ساتھ تمام احادیث کا مفہوم ایک ہی ہے۔ ذیل میں ہم تمام ۹ احادیث کا مفہومی ترجیح خلاصہ کی صورت میں بیان کرتے ہیں: حضرت ربع بن سبہ الحسنی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ: "میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ فتح مکہ میں شرکت کی۔ ہم نے مکہ میں پندرہ دن قیام کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نکاح متعہ کی اجازت دی۔ پس میں اور میری قوم میں سے ایک آدمی نکلے اور میں خوبصورتی میں اس پر فضیلت کا حاصل تھا اور وہ بد صورتی کے قریب تھا اور ہم میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک چادر نئی اور عمدہ تھی۔ جب ہم کم کے نیچے یا اوپرے علاقے میں آئے تو ہمیں ایک عورت ملی جو کہ با کرہ نوجوان اور لمبی گردون والی تھی۔ ہم نے اس سے کہا: کیا تو ہم میں سے کسی ایک سے نکاح متعہ کر سکتی ہے؟ اس نے کہا تم دونوں کیا بدل دو گے؟ ہر ایک نے چادر پھیلانی پس اس نے دونوں آدمیوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور میر اساتھی اسے دیکھتا تھا اس کے میلان طبع کے جانچنے کے لئے۔ اس نے کہا یہ چادر پرانی ہے اور میری چادر نئی اور عمدہ ہے۔ اس عورت نے دو یا تین مرتبہ کہا کہ اس چادر میں کوئی حرج نہیں۔ پھر میں نے اس سے نکاح متعہ کیا اور میں اس کے پاس سے اس وقت تک نہ آیا جب تک رسول اللہ ﷺ نے اسے میرے لئے حرام نہ کر دیا۔⁹

اہل سنت متألف میں حضرت علی علیہ السلام سے پانچ روایات نقل کی گئی ہیں جو حرمتِ متعہ پر دلالت کرتی ہیں۔ حضرت ربع بن سبہ الحسنی سے مروی احادیث اور حضرت علی علیہ السلام سے روایت شدہ احادیث حرمت کے اعتبار سے مشترک ہیں۔ لیکن حضرت ابی ربع بن سبہ الحسنی سے مروی احادیث میں حرمت اور اباحت دونوں کا ذکر ہے۔ البتہ حرمت کا حکم کہاں لا گو ہوا اس بارے میں واضح تضاد ہے۔ اوپر ہم نے بیان کیا کہ حضرت ربع بن الحسنی سے مروی احادیث میں نکاح متعہ کی حرمت غزوہ کے بتایا گیا ہے جبکہ حضرت علی علیہ السلام سے مروی احادیث میں نکاح متعہ کی حرمت غزوہ خیر ہے۔ ان پانچ احادیث میں اس بات کی وضاحت نہیں ہے کہ متعہ نکاح کب مباح ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ غزوات میں سے کسی غزوہ کے دوران نکاح متعہ جائز ہوا ہوگا، جیسا کہ حضرت جابر سے مروی روایات اس بات کی تائید کرتی ہیں۔ عجیب اتفاق یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے مروی احادیث میں صرف حرمت کا ذکر ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے مروی روایات میں متعہ کی حرمت حضرت عمر کے دور میں ثابت ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ تینوں صحابہ کرام سے مردی احادیث ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کے نزدیک نکاح متعہ کی اباحت کسی غزوہ میں ہوئی اور اس کی حرمت حضرت عمر کے دور میں ہوئی یعنی خلیفہ ووّم نے اس سے منع فرمایا۔ حضرت ربع بن سبرہ الجبینی کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نکاح متعہ غزوہ مکہ کو مباح ہوا اور صرف تین دن کے اندر ہی اس کی حرمت بھی کی گئی جبکہ حضرت علی سے روایت شدہ احادیث میں اس کی حرمت کا ذکر تو ہے البتہ اباحت کے بارے میں کوئی ذکر نہیں ہے اور آپ سے بیان کردہ پانچوں احادیث میں نکاح متعہ کی حرمت کا دن غزوہ خیبر بتایا گیا ہے۔

ہم نے صحیح مسلم کا تذکرہ پہلے اس لئے کیا کیونکہ اس کتاب میں متعہ نکاح کے حوالے سے کافی احادیث موجود ہیں جبکہ امام بخاری نے متعہ نکاح کے حوالے سے صرف ۸ حدیثیں بیان کی ہیں۔ ان میں سے چار احادیث حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی گئیں ہیں۔ تجب کی بات یہ ہے کہ امام مسلم نے متعہ نکاح سے متعلق حضرت علی ربع بن سبرہ الجبینی سے سب سے زیادہ حدیثیں بیان کی ہیں لیکن امام بخاری نے ان سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی۔ نیز امام بخاری نے وضاحت کے ساتھ کوئی ایسی حدیث بیان نہیں کی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ نکاح متعہ مباح ہے۔ البتہ ایک دو احادیث میں آپ نے یوں بیان کیا ہے: مسدود، بیکل، عبید اللہ، نافع، حضرت عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے، میں نے نافع سے پوچھا شغار کیا ہے؟ انہوں نے کہا کوئی شخص کسی آدمی کی بیٹی سے اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح اس سے بغیر مهر کر دے اور کوئی شخص کسی کی بہن سے اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ اپنی بہن کا نکاح اس سے بغیر مهر کر دے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص حیله کر کے نکاح شغار کرے تو یہ جائز ہے لیکن شرط باطل ہے اور متعہ کے متعلق کہا ہے کہ نکاح فاسد ہے اور شرط باطل ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ متعہ اور شغار جائز ہے اور شرط باطل ہے۔¹⁰

تلقیدی جائزہ

صحیحین میں متعہ کے بارے میں جو روایات نقل کی گئی ہیں اگر ان کا بغور جائزہ لیا جائے تو ان میں کافی اضطراب پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے متعہ کی ممنوعیت کے لئے ان روایات استدلال کمزور پڑ جاتا ہے۔ ان روایات کے حوالے سے درج ذیل عمدہ ملاحظات بیان کیے گئے ہیں:

اول: حضرت ربع بن سبرہ الجبینی سے مردی تمام احادیث حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایات سے بالکل مختلف ہیں۔ حضرت جابر نے مطلق غزوات کہا ہے کسی غزوہ کی قید نہیں لگائی۔ جبکہ حضرت ربع کی احادیث باقاعدہ غزوہ مکہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

دوئم: مسلمان غزوہ مکہ سے قبل بھی مختلف مہموں کی طرف روانہ ہوتے تھے۔ صرف غزوہ مکہ کے دوران ہی نکاح انقطاعی کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ کیا صحابہ کرام پندرہ دن تک اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکتے تھے؟ سوم: نکاح داعی کی طرح نکاح انقطاعی میں بھی باکہ عورت کو اپنے ولی سے اجازت لینا ضروری ہے۔ راوی نے جس خاتون کو متعدد کی پیشکش کی تھی وہ بقول راوی باکہ تھی۔ کیا اس عورت نے اپنے ولی سے اجازت لی تھی؟ حدیث کا لب والجہ بتارہا ہے کہ عورت کی طرف سے رضامندی کے فوری بعد نکاح انقطاعی کا معاملہ ہوا اور راوی اس وقت تک اس خاتون کے پاس رہے جب تک کہ آنحضرت ﷺ نے حرمت کا اعلان نہ کر دیا۔

چہارم: میں معاشرہ ابھی پوری طرح اسلام میں داخل نہیں ہوا تھا۔دواجنیوں کی طرف سے متعدد کی پیشکش پر اس باکہ خاتون نے اپنے اظہارِ تجرب کیا اور نہ ہی انکار۔ یہاں تک کہ خاتون نے یہ استفسار بھی نہ کیا کہ یہ نکاح متعدد کیا چیز ہے؟ تشریع کا طلب پہلویہ ہے کہ کیا وہ خاتون نکاح متعدد سے پوری طرح باخبر تھی؟ جبکہ متعدد کی اباحت کا اعلان ہوئے ابھی چند ہی دن ہوئے تھے۔ صرف تین دن کے لئے ہی متعدد کی اباحت کا اعلان ہوا تھا تو کیا تین دن کے اندر مکہ کی پوری سوسائٹی متعدد نکاح سے باخبر ہو گئی تھی؟ جبکہ اس وقت تک میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو ابھی اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ نئے مسلمان ہونے والے افراد کو دین کی مبادیات جیسے توحید، نبوت، قیامت وغیرہ سے آشنا کیا گیا ہوگا۔ متعدد کوئی واجب اور لازم امر تو نہیں تھا کہ مبادیات سے زیادہ اس کو فوقيت دی گئی ہو۔

شیعہ محدثین و فقهاء اور موقت نکاح

موقت شادی اور نکاح کے حوالے سے شیعہ نقطہ نظریہ ہے کہ فریقین کی احادیث کی کتب، بشمول امام بخاری و مسلم کی روایات سے بالکل واضح ہے کہ ایک زمانہ میں ازدواج موقت کا عمل جائز تھا اور آنحضرت ﷺ نے ایک دور میں ازدواج موقت کی رخصت دی تھی۔ لیکن صحیحین کے مطابق بعد میں بوجہ علت آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ جبکہ مند امام احمد ابن جنبل کی ایک روایت کے مطابق تو متعدد سے ممانعت حضرت عمر نے کی: عن اب نصراۃ عن جابر قال متعتان کانت اعلى عهد النبي صلی اللہ علیہ وسلم فنهان عنہا بغير رضى الله تعالى عنه فاتتھینا۔¹¹ یعنی: "ابو ضرہ نے جابر سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے عہد میں دو متعدد (متعدۃ النساء) و متعدد (المتعة) راجح تھے پھر حضرت عمر نے ہمیں ان دونوں سے روکا تو ہم رک گئے۔" بنابریں، شیعہ کے مطابق آنحضرت ﷺ کے عہد میں نکاح متعدد کی اباحت ثابت ہے لیکن حرمت کے بارے میں کوئی واضح دلیل موجود نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح اہل تشنن، اہل تشیع کے حدیثی منابع پر بالکل اعتماد نہیں کرتے، اسی طرح اہل تشیع کی نظر میں بھی صحاح کی روایات پر اعتماد بالکل راجح نہیں ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ نکاح موقت کی جیسی ضرورت آنحضرت ﷺ کے دور میں پیش آئی، ویسی ضرورت آج بھی برقرار ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کے زمانہ کا

انسان اور آج کے انسان میں فطری جلت ایک ہی ہے۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ اُس زمانے کے انسان میں فطری خواہشیں کچھ اور ہوں اور آج کا انسان اُن فطری خواہشوں سے مُبرا ہو۔ انسانی ضرورتوں اور حاجتوں کے پیرائے میں ازدواج موقت کی اباحت کو تسلیم کرنے میں نہ تھا کوئی حرج نہیں ہے بلکہ وقتِ ضرورت اس نکاح کا اعادہ سماجیات کو متوازن رکھنے کا باعث بنتا ہے۔ اہل تشیع اپنے موقف کے اثبات میں اپنی علماء کی طرف سے تالیف شدہ احادیث کے ذمہ سے تمک کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک معتبر ذخیرہ احادیث میں سے دو کتب یعنی اصول کافی اور من لایکھرہ الفقیرہ بہت اہم ہیں۔ اصول کافی کے مؤلف، شیخ الاسلام کے نام سے ملقب ہیں جبکہ من لایکھرہ الفقیرہ کے مؤلف رئیس المحدثین کے نام سے معروف ہیں۔ ٹڑے نام اور مشہور شخصیات کی نشاندہی اس امر کی وضاحت ہے کہ ان حضرات کی تحقیق و جستجو کوئی سطحی کاوش نہیں ہے۔ مشہور ہے کہ شیخ محمد ابن یعقوب کلینی نے اصول کافی کو ترتیب دینے کے لئے کم و بیش میں سال کا عرصہ لگایا اور شیخبر اسلام شیخ علی اللہ ولائم و ائمہ معصومین علیہم السلام سے منسوب روایات، احادیث اور اقوال جمع کئے۔ بنابریں، ان علماء کی وثائق مسلم ہے۔

بہر صرت، اصول کافی اور من لایکھرہ الفقیرہ جیسی بنیادی کتابوں میں موجود روایات ازدواج موقت کے جواز کو نمایاں کرتی ہیں۔ من لایکھرہ الفقیرہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی گئی ہے: قال الصادق عليه السلام: ليس منا من لم يومن بكته تناول يستحل متعتنا¹² یعنی: ”جو شخص ہماری رجعت اور متعہ کے حلال ہونے پر ایمان نہ رکھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“ اس روایت کے دوسرے حصے میں ازدواج موقت کی جانب اشارہ ہے۔ اس روایت میں متعہ کی حلیت کو ایمان کا جزو قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ مذکورہ حدیث کی کئی تفسیریں کی جاسکتی ہیں اور امام علیہ السلام کے قول کے کئی مفہومیں نکالے جاسکتے ہیں لیکن سردست ظاہری الفاظ سے جو معنی و مفہوم اخذ ہوتا ہے وہ ازدواج موقت کا جواز ہے۔

شیعہ کتب احادیث میں ازدواج موقت کی اباحت سے متعلق ایک اور حدیث کچھ اس طرح نقل کی گئی ہے: عن ابی مریم عن ابی جعفر علیہ السلام قال: انه سئل عن المتعة فقال: ان المتعة اليوم ليست كما كانت قبل اليوم، انهن كن يومن يومئذ واليوم لا يومن فالسالوا عنهن واحل رسول الله صلى الله عليه وآلہ المتعة ولم يحرمه حتى قضى وقرأ ابی عباس ﴿فَمَا أَشْتَهَيْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى اجْلِ مَسْعِيٍ فَأَتُوْهُنَّ أَجْوَاهُنَّ فَرِيْضَةً مِنَ اللَّهِ﴾¹³ یعنی: ”ابی مریم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے متعہ سے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ متعہ آج سے پہلے جیسا تھا یا نہیں ہے، اس وقت عورتیں اس پر ایمان رکھتی تھیں مگر آج اس پر ایمان نہیں رکھتیں، المذا ان عورتوں سے دریافت کر لیا کرو اور رسول اللہ علیہ السلام نے متعہ کو حلال کیا اور کبھی بھی اس کو حرام نہیں کیا۔ یہاں

تک کہ آپ نے انتقال فرمایا اور ابن عباس نے یہ آیت تلاوت کی: «پس اس میں سے جن عورتوں کے ساتھ ایک مدت معینہ تک کے لئے تم متعدد کرو ان کا مہر نہیں دے دو، یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے۔» مذکورہ حدیث کا مفہوم مکمل طور پر اس بات کیوضاحت کرتا ہے کہ نکاح ازدواج قیامت تک کے لئے حلال ہے۔ اور اس کی اباحت کو ثابت کرنے کے لئے امام علیہ السلام نے قرآن مجید کی ایک آیت بطور حوالہ پیش کی ہے۔ شیعہ نقطہ نظر سے امام علیہ السلام کے اس قدر واضح پیغام کی موجودگی میں یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ازدواج موقت کی محترمت کے قائل ہوں۔ دوسری جانب مشہور صحابی حضرت عبداللہ ابن عباس کی روشن کا بھی تذکرہ ملتا ہے کہ وہ معروف آیت کو مفسرانہ انداز میں تلاوت کر کے ازدواج موقت کے جواز کو نمایاں کرتے تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے منسوب ایک حدیث میں ملتا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ نکاح موقت نہ صرف سنت پیغمبر ﷺ کی اہم جزیئات میں سے ہے بلکہ قرآنی احکام میں سے ایک حکم بھی ہے۔ جیسا کہ شیخ یعقوب کلینی نے اصول کافی میں بیان کیا ہے: عبد الله بن عبیراللیثی ابی جعفر ف قال له: ما تقول في متعة النساء، فقال: احلها الله في كتابه وعلى لسان نبيه فهي حلال إلى يوم القيمة^{۱۴} یعنی: ”عبدالله بن عبیر لیثی امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ متعہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے؟، امام علیہ السلام نے فرمایا: ”خداؤند متعال نے اس کو اپنی کتاب اور اپنے پیغمبر ﷺ کی سنت میں حلال کیا ہے، پس تا قیامت حلال ہے۔“

یہاں اس نکتے کیوضاحت ضروری ہے کہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام باب بیٹے کی حیثیت سے اسلامی دُنیا کے قابلِ عزت شخصیات ہیں۔ دونوں نے اسلامی دُنیا کو جدید علوم کی طرف متوجہ کیا اور باقاعدہ ایک مروجہ تعلیمی ادارے کی داروغہ بیتل ڈالی۔ شیعہ علمی ذخیرہ میں ان بزرگوں کی روایات جا بجا ملتی ہیں۔ ازدواج موقت سے متعلق وہ تمام احادیث جن کا سلسلہ آنحضرت ﷺ تک پہنچتا ہے، ان احادیث اور روایات کی ترسیل کا ذریعہ بھی یہ دونوں بزرگ ہیں۔

مذکورہ بالا دلائل کی بنیاد پر اہل تشیع موقت نکاح کے جواز کے قائل ہیں۔ تاہم اہلسنت فقهاء کا موقف یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ بعض موارد میں ایک چیز کی انجام وہی کا حکم دیتے اور پھر اُس کی محترمت کا حکم جاری کرتے تھے اور اس میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے شروعات میں خواتین کو قبروں کے پاس جانے سے منع کیا پھر بعد میں اجازت دے دی۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے: نهیتکم عن زیارت القبور فزو روها^{۱۵} میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب تم قبروں کی زیارت کرو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ بعض اوقات مسلمانوں کے اذہان و ایمان کو دیکھ کر محترمت جاری کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایمان کی کمزوری کے باعث مسلمان کسی عمل سے ڈگنا جائیں۔ لیکن جب مسلمانوں میں ایمان کی پختگی پیدا

ہوئی اور وہ دین فہمی کے مابر ہوئے تو حضرت محمد ﷺ نے نہ صرف قبروں کے پاس جانے کی اجازت دے دی بلکہ زیارتِ قبور کے نتیجے میں حاصل ہونے والے ثواب کا تذکرہ بھی فرمایا۔

نتیجہ بحث

مذکورہ بالا بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اگرچہ مسلمان ممالک کے درمیان قرآن کریم مشترک ہے لیکن ان کے درمیان احادیث کی روایت اور تطیق کا نقطہ نظر بالکل مختلف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات ایک ہی موضوع کے بارے میں ان کے درمیان مکمل اختلاف پایا جاتا ہے۔ دراصل، ایک مسلک کے نزدیک بہت ساری احادیث تطیقی ہوتی ہیں تو دوسرے مسلک کے نزدیک وہ احادیث بالکل قابلِ اعتقاد نہیں ہوتیں۔ بنابریں، جب تک تمام ممالک احادیث کی روایت، روایت اور تطیق میں کسی متفقہ روشن پر جمع نہیں ہو جاتے ان کے درمیان یہ فقہی اختلافات باقی رہیں گے۔ ایسی صورت حال میں مناسب ہی ہے کہ ہر مسلک کے استدلال اور استنباط کا مکمل احترام کرتے ہوئے ممالک کے درمیان تغیری مکالمہ کو مہذب ادیبات کے ساتھ جاری رکھا جائے۔ یقیناً اس سے ہر مسلک کو اپنے طرزِ استنباط کو مضبوط تر بنانے کا موقعہ میر آئے گا۔

حوالہ جات

- 1- جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر، السیوطی، تفسیر درمنشور، ج 2 (بیروت، داراللّّف، 2010)، 254۔
- 2- غلبی، الکشاف والبدیان عن تفسیر القرآن، ج 3 (بیروت، دارالکتب العلمیة، 2004، 1425ھ)، 287۔
- 3- حافظ عمال الدین ابوالقداء، ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر سورۃ النساء آیت 24، ج 3، ”مترجم: مولانا محمد جو ناگڑھی“ (لاہور، مکتبۃ قدوسیہ، سننداد)، 573۔
- 4- شہاب الدین إِحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَطَّابِيِّ الْقَسْطَلَانِيِّ، شہاد اساری الشرح صحیح البخاری وہبہ شری صحیح مسلم بشرح ابو دیوبی، ج 1 (مصر الحجریۃ، المطبعة الامیریۃ ببولاق، 1343ھ)، 44۔
- 5- ابی الحسین مسلم بن الحجاج، القیشی، بمسند الصحاح اختصر من السنن بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ، حدیث: 3145، (بیروت، دار طیبہ، 1426ھ)
- 6- ایضاً، حدیث: 3146۔
- 7- ایضاً، حدیث: 3417۔
- 8- ایضاً، حدیث: 3418۔
- 9- ایضاً، حدیث 3419، 3428۔

- 10- محمد بن إسحاق، البخاري، أبو عبد الله، صحيح البخاري (دمشق 2002ء، 1423ھ)، كثیر، حدیث 6490۔
- 11- الإمام ابن حنبل، احمد، مسنـد احمد، ج 3 (بيروت، دار صادر، سنـدارد)، 325۔
- 12- أبي جعفر الصدوق محمد بن علي بن الحسين بن بابويه، الـئـمـيـ، مـنـ لـا يـخـفـرـهـ الـغـصـيـرـ، ج 3 (تـهـرانـ، دـارـ الـكـتـبـ الـاسـلـامـيـ، 1390ھـ)، الطبعـةـ الـثـالـثـةـ، 291۔
- 13- الطبراني، ابو القاسم سليمان بن احمد، المـعـجمـ الـاوـسـطـ، ج 6، الرـقمـ: 6114 (الـقـاهـرـةـ، دـارـ الـاخـرـمـينـ، 2010ء)، 292۔
- 14- ایضاً لکینی، الفروع من الکافی، 449۔
- 15- امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الجائز، باب: استیزان الـلـبـنـ رـبـ قـرـمـدـ، ج 2، 672، الرـقمـ: 977۔

Bibliography

- 1) Abu Abdillah, Muhammad b. Ismael al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Damascus: *Dar Ibn-e Kathīr*, 1423/2002.
- 2) Ahmad, al-Imam Hanbal, *Musnad Ibn-e Hanbal*, vol. 3. Beirut: *Dār Sadir*, nd.
- 3) Al-Qastalali, Shahāb al-Din Ahmad b. Muhammad al-Khatīb, *Irshād al-Sari li Sharh Sahih al-Bukhari wa Bahamashahu Sahih Muslim bi Sharh al-Daori*, vol. 1. Egypt: *al-Matba'ah al-Amiriyyah*, 1343AH.
- 4) Al-Qummi, Abi Ja'far al-Sadūq Muhammad b. Ali b. al-Husyn b. Babawayh, *Man la Yahdur al-Faqih*, vol. 3. Tehran: *Dar al-Kutub al-Islamiyyah*, 1390AH.
- 5) Al-Qushayri, Abi al-Hasan Muslim b. al-Hajjaj, *Al-Musnad al-Sahih al-Mukhtasar min al-Sunan bi Nql al-Adl un al-Adl ilā Rasoolillah*, Beirut: *Dar Taybah*, 1426AH.
- 6) Al-Suyuti, Jalal al-Din Abd al-Rahman b. Abi Bakr, *Tafsīr Dur Manthūr*, vol. 2. Beirut: *Dar al-Fikr*, 2010.
- 7) Al-Tabrani, Abu al-Qasim Solayman b. Ahmad, *Al-Mo'jam al-Awsat*, vol. 6. Cairo: *Dar al-Haramayn*, 2010.
- 8) Ibn-e Kathīr, Hafiz Imād al Din Abu al-Fida, *Tafsīr Ibn-e Kathīr*, vol. 3. Translated by Maolana Muhammad Junaghari. Lahore: *Maktaba Qudusiyah*, nd.
- 9) Tha'labi, *Al-Kashf wa al-Bayan un Tafsīr al-Quran*, vol. 3. Beirut: *Dar al-Kutub al-Ilmiyyah*, 1425/2004.